جہاد بہت بڑی عبادت ہے

مولانا محمد منشاء کاشف فیصل آبادی

و جاھدوافی اللہ حق جھادہ

عام طور سے اسلام کے سلسلہ عبادات میں جہاد کا نام فقہاء کی تحریروں میں نہیں آتا۔مگر قرآن پاک اور احادیث نبویﷺ میں اسکی فرضیت اور اہمیت بہت سے دوسرے فقہی احکام اور عبادات سے بدر جہا زیادہ ہے۔اس لئے ضرورت ہے کہ اس فریضہ عبادت کو اپنے موقع پر جگہ دی جائے اور اسکی حقیقت پر ناواقفیت کے جو تو پر تو پردے پڑ گئے ہیں ان کو اٹھایا جائے ۔جہاد کے معنی عموماً قتال اور لڑائی کے سمجھے جاتے ہیں مگر مفہوم کی یہ تنگی قطعاً غلط ہے۔جہاد کا لفظ جہد سے نکلا ہے جہاد اور مجاہدہ فعال اور مفاعلت کے وزن پر اسی جہد سے مصدر ہیں اور لغت میں اسکے معنی محنت اور کوشش کے ہیں ۔اسی کے قریب قریب اس کے اصطلاحی معانی بھی ہیں ۔یعنی حق کی بلندی اور اسکی اشاعت اور حفاظت کیلئے ہر قسم کی جو جہد ،قربانی اور ایثار گوارا کرنا اور ان تمام جسمانی و مالی و دماغی قوتوں کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو ملی ہیں اس راہ میں صرف کرنا یہانتک کہ اس کیلئے اپنی ، اپنی اعزہ واقرباء کی ،اہل وعیال کی ، خاندان وقوم کی جان تک کو قربان کر دینا اور حق کے مخالفوں اور دشمنوں کی کوششوں کو توڑنا ،ان کی تدبیروں کو رائگاں کرنا ،ان کے حملوں کو روکنا اور اس کیلئے جنگ کے میدان میں اگر ان سے لڑنا پڑے تو اسکے لئے بھی پوری طرح تیار رہنا بھی جہاد ہے اور یہ اسلام کا ایک رکن اور بہت بڑی عبادت ہے۔جہاد شرعاً کہا جاتا ہے ہمت خرچ کرنے کو کفار اور باغیوں سے لڑائی کرنے میں۔جہاد کے معنی ہیں ہمت اور طاقت خرچ کرنا اور مشقت برداشت کرنا اور حج وعمرہ میں بھی سفر کی مشقتیں طواف وغیرہ ۔ماں باپ کی خدمت کرنا بھی جہاد ہے۔یعنی اپنے ماں باپ کے کام کاج میں اپنے آپکو تھکا اور انکی رضامندی کی تلاش میں لگا رہ اور مال خرچ کر۔دلیل ملی کہ ماں باپ دونوں یا کسی ایک کے ہوتے فرض جہاد ساقط ہو جاتا ہے۔لیکن جب والدین منع کریں اور مسلمان بھی ہوں اور یہ اس لئے کہ جہاد فرض کفایہ ہے اور والدین کا کہا ماننا فرض ہے(حاشیہ بلوغ المرام ملتانی)

افسوس ہے کہ مخالفوں نے اتنے اہم اور اتنے ضروری اور اتنے وسیع مفہوم کو جسکے بغیر دنیا میں کوئی تحریک نہ کبھی سرسبز ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے صرف دین کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کے تنگ میدان میں محصور کر دیا ہے۔یہ بات بار بار کہی اور دکھائی گئی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ جس تعلیم اور شریعت کو لیکر دنیا میں آئے وہ محض نظریہ اور فلسفہ نہیں بلکہ عمل اور سراپا عمل ہے۔آپ کے مذہب میں نجات کا استحقاق ،گوشہ گیری ،رہبانیت ،نظری مراقبہ ،دھیان اور الہیات کی فلسفیانہ خیال آرائی پر موقوف نہیں۔بلکہ خدا کی توحید رسولوں ،کتابوں اور فرشتوں کی سچائی ،قیامت اور جزاو سزا کے اعتقاد کے بعد انھیں کے مطابق عمل خیر اور نیک کرداری کی جدوجہد پر مبنی ہے۔اسی لئے قرآن پاک میں جہاد کا مقابل لفظ ''قعود'' بیٹھنا یا بیٹھ رہنا استعمال کیا گیا ہے جس سے مقصود سستی اور ترک فرض ہے۔سورۃ النساء میں ہے کہ **لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم فضل اللہ المجاھدین باموالھم وانفسھم علی القاعدین درجة .و کلا وعد اللہ الحسنی .و فضل اللہ المجاھدین علی القاعدین اجر عظیماً**۔مسلمانوں میں سے وہ جن کو کوئی جسمانی معذوری نہ ہو اور پھر بیٹھے رہیں اور جو اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کر رہے ہوں وہ برابر نہیں اللہ نے اپنی جان و مال سے جہاد کرنیوالوں کو بیٹھنے والوں پر درجہ کی فضیلت عطا کی ہے اور ہر ایک سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اور جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے اجر کی فضیلت بخشی ہے۔

یہاں ایک شبہ کا ازالہ کرنا ضروری ہے اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جہاد اور قتال دونوں ہم معنی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔قرآن پاک میں دونوں لفظ الگ الگ استعمال ہوتے ہیں۔اس لئے جہاد فی سبیل اللہ''خدا کی راہ میں جہاد کرنا اور قتال فی سبیل اللہ''خدا کی راہ میں لڑنا'' ان دونوں لفظوں کے ایک معنی نہیں ہیں بلکہ ان دونوں میں عام وخاص کی نسبت ہے یعنی ہر جہاد قتال نہیں بلکہ جہاد کی مختلف قسموں میں سے ایک قتال یعنی دشمنوں سے لڑنا بھی ہے۔اسی لئے قرآن پاک میں ان دونوں لفظوں کے استعمال میں ہمیشہ فرق ملحوظ رکھا گیا ہے۔چنانچہ اسی مذکورہ بالا جواوپر کی آیت میں اور دوسری آیتوں میں جہاد کی دو صریح قسمیں بیان کی گئی ہیں جہاد بالنفس اور جہاد بالمال یعنی

اپنی جان کے ذریعہ جہاد کرنا اور اپنے مال کے ذریعہ جہاد کرنا یہ ہے حق کی حمایت کیلئے ہر قسم کی جسمانی تکلیف بے خطر اٹھائی جائے یہانتک کہ اپنی جان تک کو جوکھوں میں ڈال دینے آگ میں جلائے جانے ،سولی پر لٹکائے جانے تیر اور نیزے میں چھد جانے اور تلوار سے کٹ جانے کیلئے آمادہ اور مستعد رہے۔مال سے جہاد کرنا یہ ہے کہ حق کو کامیاب اور سر بلند کرنے کیلئے اپنی ہر ملکیت کو قربان اپنی ہر دولت کو نثار اور اپنے ہر سرمایہ کو وقف کرنے کیلئے تیار رہے۔اسی جان اور مال کی باطل محبت شخص اور قوم دونوں کی ترقی کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی جسمانی و روحانی ہر قسم کی ترقی کا اصل اصول یہی ہے اسکے سوا کچھ اور نہیں۔

ترقی و سعادت کا یہ گر صرف محمد رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا اور آپ ہی نے یہ نکتہ امت کو سکھایا اسی جہاد کا جذبہ اور اسی کے حصول ثواب کی آرزو تھی جسکے سبب مکہ میں مسلمانوں نے تیرہ برس تک ہر قسم کی تکلیفوں کا بہادرانہ مقابلہ کیا ریگستان کی جلتی دھوپ، پتھر کی بھاری سل،طوق و زنجیر کی گرانباری، بھوک کی تکلیف، پیاس کی شدت، نیزہ کی انی،تلوار کی دھار، بال بچوں سے علیحدگی، مال و دولت سے دست برداری اور گھر بار سے دوری کوئی چیز بھی ان کے استقلال کے قدم کو ڈگمگا نہ سکی۔اور پھر دس برس تک مدینہ منورہ میں انہوں نے تلوار کی چھاؤں میں جسطرح گذارے وہ دنیا کو معلوم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔انما المومنون الذین امنو ا باللہ و رسولہ ثم لم یر تابوا و جاھدوا با موالھم و انفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون ۔(حجرات ۱۵)مومن وہی ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاتے اور پھر اسمیں وہ ڈگمگاتے نہیں اور اللہ کے رستہ میں اپنی جان سے اور اپنے مال سے جہاد کیا۔یہی سچے لوگ ہیں۔اس آیت کے تحت حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے دنیا میں تین قسم کے مومن ہیں۔ایک تو وہ جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے اور پھر کسی شک وشبہ میں مبتلا نہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کیا (یہ سب سے بہتر مومن ہیں)اور دوسرے وہ جن کے ہاتھوں میں مسلمانوں کے جان و مال محفوظ ہیں ۔اور تیسرے وہ جن کے دل میں طمع ہے لیکن وہ اس خواہش کو صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے چھوڑ دیتے ہیں ۔احمد بحوالہ مشکوۃ شریف کتاب الجہاد)اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔فالذین ھاجرو ا واخرجوا من دیارھم و اوذو فی سبیلی و قتلو ا و قتلوا لا کفرن عنھم سیاتھم ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا الا نھر ثوابا من عند اللہ .واللہ عندہ حسن الثواب ۔(آل عمران ۱۹۵)پھر جنہوں نے اپنا گھر چھوڑا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میرے راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے میں ان کے گناہوں کو مٹادوں گا اور ان کو بہشت میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔اللہ کی طرف سے اجر ہے اللہ کے ہاں بہترین اجر ہے۔اور ارشاد ہے ان الذین امنوا والذین ھاجروا و جھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمت اللہ و اللہ غفور الرحیم۔(البقرۃ ۲۱۸)یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنھوں نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑا اور جہاد کیا وہی رحمت خداوندی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس تھا ایک آدمی نے کہا مجھے پرواہ نہیں کہ اسلام لانے کے بعد کچھ عمل نہ کروں سوائے اسکے کہ میں مسجد حرام کو آباد کروں دوسرے نے کہا تم نے جو کہا ہے اس سے جہاد افضل ہے۔حضرت عمر بن خطابؓ نے ان دونوں کو جھڑک دیا اور فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس آواز بلند نہ کرو۔یہ جمعہ کا دن تھا البتہ جب تم نماز پڑھ لو اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو تو جس چیز میں اختلاف کر رہے ہو آپ سے مسئلہ پوچھ لو۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اجعلتم سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن امن با للہ و الیوم الاخر و جھد فی سبیل اللہ لایستوون عند اللہ و اللہ لا یھدی القوم الظلمین ۔(التوبہ ۱۹)کیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد کرنے کو اس شخص کے (عمل کے) برابر قرار دے رکھا ہے جو کہ اللہ پر اور آخرت پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا۔

کلمہ کی سربلندی کیلئے جہاد کرنا

صحیح بخاری میں حضرت ابوموسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں عرض گزار ہوا کہ کوئی مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے کوئی اپنی ناموری (شہرت) کیلئے کوئی اپنی جواں مردی دکھانے کیلئے پس ان میں سے اللہ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے۔قال من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل انلہ ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا وہ ہے جو کلمہ حق کی سر بلندی کے لئے لڑتا ہے۔جسکے قدم خدا کی راہ میں گرد آلود ہوں تو پھر کیا اسے جہنم کی آگ چھوئے گی؟

جہاد کرنے کی فضیلت